International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN-2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

Scientific and literary services of Saad Allah Khitran.

سعداللہ کھتران کی علمی وادبی خدمات

Nida Munir
PhD Scholar, Department of Urdu, National College of Business Administration and Economics, Sub Campus Multan
Rafia Malik
Assistant Professor Department of Urdu, National College of Business Administration and Economics, Sub Campus Multan

Abstract:
Saad Ullah Khitran was one of the great personalities and Urdu poet of Dera Ghazi Khan (Tounsa Shareef) of early 20th century given valuable services in promulating Urdu. He has enormous contribution in Urdu poetry, chronicle and lexicon. He was Co-Editor of magazine "Sojhal Sawel" played a moment our role to pranote Urdu language and literature His prose was also outstanding but no found valuable information about him and his work as he deserves in Urdu history. He got the biggest civil aword of Pakistan "Tamgha-e-Imtiaz" for the we book he wrote "Pheli wadi sariki Lughat" (23 March 2012)
Keywords: Saad Ullah Khitran, Chronicle poet, Lexicon.

جنوبی پنجاب کی سرزمین کو قدرت نے مالا مال تو کیا ہی ہے لیکن اس سرزمین میں ایسے ایسے ذہن وفطین لوگ پیدا کیے ہیں۔ تونسہ شریف کے بہت سے ادیبوں اور شاعروں کے فکر وفن پر تحقیقی و تنقیدی کام کی علمی وادبی حلقوں میں ستائش کی جاتی ہے کیونکہ یہاں کے شعر وادب کے حوالے سے بڑے بڑے نام ہیں جن کے جلائے ہوئے علوم وفنون کے چراغوں سے ڈی جی خان کی فضا ہمیشہ جگمگاتی رہی ہے۔ ان روشنی کے میناروں میں جسارت خیالی، رضوانہ تبسم ڈاکٹر طاہر تونسوی وغیرہ شامل ہیں۔ ادب میں شاعری اور تاریخ پر کام کرنے والے بہت سے ادیبوں میں سے ایک قابل فخر نام سعداللہ کھتران کا بھی ہے۔ انہوں نے شعری روایت کے اس سلسلے کو خود سے جوڑ کر رکھا جو میر وغالب سے شروع ہو کر اب تک کے شعراء میں ملتی ہیں ان کا تعلق قطع ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ شریف کے تاریخی قصبہ "وہوا سے ہے علم وادب خصوصاً شعر وادب کے حوالے سے اس تحصیل سے جو شخصیات وابستہ ہیں ان کی خدمات قابل رشک ہیں یہ ایک تاریخی علاقہ ہے جس کے بارے میں سعداللہ کھتران نے خود اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ :

> "موجودہ شہر وہوا کے بارے میں وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ سولہویں صدی عیسوی کی ابتداء میں یہ شہر یہاں پر آباد تھا گویا پندرہویں صدی کے آخر میں پہلا قصبہ وہوا تباہ ہوا جس کے بعد موجودہ شہر بسایا گیا پندرھویں صدی کے آخر میں اکبر کی تباہ کاری کو اکثر پیش نظر رکھا جائے تو پہلے شہر کی تباہی اور نئے شہر کی آبادی کے امکانات واضح نظر آتے ہیں گویا نصیر خان کھتران جمانی (۱۵۵۰ تا ۱۹۱۰) کے زمانے میں شہنشاہ اکبر کے حملے کے باعث وہوا کا پرانا مسمار ہوا"۔ (۱)

اس علاقے کے بارے میں بات کی جائے تو وہوا، تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان میں واقع۔ ہے یہ علاقہ ضلعی شہر سے شمال کی طرف ہے جو ۷۰ طول بلد شرقی اور اس طول بلد شمال میں واقع ہے اس کی شمالی حدود ضلع ڈی آئی خان صوبہ خیبر پختون خواہ اور مغربی حد بلوچستان ضلع موسیٰ خلل سے ملحقہ ہے سعداللہ کھتران ۲۹ اااکتوبر ۱۹۳۳ء کو قصبہ وہوا تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان میں پیدا ہوئے۔ سعداللہ خان کھتران ادب کی دنیا میں اپنی پہچان علمی خدمات کے ساتھ ساتھ سماجی کارکن کی حیثیت سے رکھتے ہیں ان کا نام بطور شاعر اور تاریخ دان ہونے کے علاوہ مفکر کے بھی جانا جاتا ہے ان کی فکر وادب میں پہچان رکھنے والے اور ان کے کام کو سراہنے والوں نے ان کے بارے میں ہمیشہ مثبت رائے قائم کی ہوئی ہے ان کی طبیعت ہمیشہ مثبت رہی کبھی لہجہ میں تھی یا غصہ نا آیا۔ جو نہایت دین دار جذبہ حریت سے سرشار، سچے پاکستانی جانثار اور محب وطن ہیں انہوں نے صبر کی طرح غم روزگار سے زیادہ غم

جاناں کو اہم نہیں جانا۔نہ ہی ان کی شاعری کا مرکز عشق اور عشقیہ شاعری ہے دنیا میں آنے والے ہر انسان نے اپنے حصہ کا کام کرنا ہوتا ہے اس کے علاوہ اپنی زندگی کو سدھارتا ہے جو کہ سعد اللہ کتران نے مکمل کر دکھایا۔ان کے قلم نے شاعری کی صورت میں عوام کو اپنے تاثرات پیش کیے۔ان کے مثبت کردار اور الفاظ نے سب قارئین کو متاثر کیے رکھا۔سعد اللہ کھتران آپ کی نہ مشق شاعر،ادیب، تجزیہ نگار اور تاریخ دان تھے۔وہ شاعر،دانشور اور تاریخی واقعات کے قریبی شاید میں ان کی پیدائش پاکستان بننے سے پہلے کی ہے ان کی زندگی میں جنگ ردوبدل، حکومتوں کی تبدیلیاں مارشل لاء اور قدرتی آفات کا سامنا کرنا شامل ہے جن کے وہ عینی شاید رہے۔

سعد اللہ کھتران اردو، سرائیکی کے نامور شاعر وادیب ہی نہیں بلکہ ملنسار، خوش اخلاق او عجز وانکساری کے پیکر بھی ہیں۔اتنے بڑے جاگیر دار ہوتے ہوئے فقر وبوزر کے حامل ہیں ان کا تعلق تعلیمی وادبی گھرانے سے ہے انہوں نے ادیب کی حیثیت سے مختلف اصناف پر کام کیا انہوں نے شاعری (غزل نظم اور نعتیہ کلام) اور نثر (تاریخ اور لغت سازی) پر اپنا قلم بڑی خوبصورتی سے چلایا۔

سعد اللہ خان کھتران نے اگرچہ سکول کے زمانے میں ہی شاعری شروع کر دی تھی لیکن ان کا کلام سب سے پہلے تعلیم السلام کالج کے میگزین المینار میں شائع ہوا جس کے وہ نائب مدیر تھے اس وقت آپ انٹر میڈیٹ کے طالب علم تھے۔اس کے بعد ۱۹۶۲ء میں دوماہی آرگھس میں بھی ان کے اشعار فردیات کی شکل میں شائع ہوتے رہے۔قاضی محمد حمید فضلی صاحب نے شیر گڑھ ضلع مانسہرہ سے ماہنامہ، فیض جاری کیا تو سعد اللہ کھتران کے نعتیہ کلام وہاں بھی کاہے لگاہے اشاعت پذیر ہوتے رہے۔

صاحبزادہ عبدالعائم صاحب دائم سجادہ نشین خانقاہ عالیہ، صدریہ مجددیہ نقشبندیہ، ہری پور ہزارہ نے ہری پورے ماہنامہ ''جام عرفان کا اجراء کیا تو وہاں بھی مسلسل ان کی منظومات شائع ہوتی رہیں۔ماہنامہ ''نوائے پٹھان ریٹائرڈ جسٹس سردار عبدالجبار خان، جناب محمد عنصر خان کاکڑ نے لاہور سے شائع کیا تو اس میں قلمی معاونین کی فہرست میں شمولیت کا اعزاز آپ کو حاصل ہوا۔آپ نے جذبہ عشق رسول میں پندرہ نعتیہ نظمیں لکھیں۔اس بارے میں وفا راشدی ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

> ''ان کے ہاں معبود و مسجود کی بارگاہ میں بندگی اور سپردگی کی تڑپ جس شدت سے کار فرما ہے وہی اس کے عشق رسول ﷺ کا منبع اور سرچشمہ ہے خدا سے محبت، حبیب خدا سے محبت محبوب ایسی اتباع کی مدیت کا رزرنگ عکس، ان کی نعتیہ شاعری میں پوری رعنائی و توانائی کے ساتھ نمایاں ہے سعد اللہ کی پندرہ نعتیہ نظموں میں عشق رسول کی خوشبو ہی نہیں بلکہ انسانوں سے محبت اور ہمدردی کے جذبے بھی واضح ہیں''۔(۲)

فہم وادراک تخیل کی حدود میں حدود
عقل حیراں ہے کہ ہے نقطہ آغاز کہاں

(حلقہ دام خیال، ص:۴۹)

ہر سمت سے شاطین ہیں فرشتوں کی قبا میں
اس غول بیاباں میں کہیں کوئی بشر دے

(حلقہ دام خیال، ص:۴۲)

سعد اللہ کا پہلا شعری مجموعی ''حلقہ دام خیال'' کے نام سے ۲۰۰۰ء میں چھپا تو انتساب اپنی شریک حیات سلطانہ سعد اللہ مرحومہ اور منفی جمیلہ کے نام کیا۔ڈاکٹر وفا راشدی نے حرف وفا میں ان کے شاعرانہ مقام کا نہ صرف تعین کیا بلکہ حرف وفا کو اعتبار بھی بخشا ہے۔وفا راشدی سعد اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

''ان کی نظم ''اس دور کا نوجوان'' بڑی اہمیت کی حامل ہے وہ موجودہ دور کے نوجوانوں کی تہذیب مغرب سے وابستگی دیکھ کر خون کے آنسو روتے ہیں ان کے بقول ان کے ازہان فالج زدہ، دل سرد اور نگاہیں بے کیف یوں لگتا ہے کہ وہ مٹی کے کھلونے ہیں جن کے ادارے بے روح ہیں۔سعد اللہ بھی ایسی تعلیم و تربیت پر زور دینے کی بات کرتے ہیں کہ جس سے ذات کی تعمیر اور کردار کی تطہیر ہو اور عقابی روح بیدار ہو تا کہ اپنی سعی پیہم سے ارفع اخلاقی اقدار سے دنیا کو جنت کا نمونہ بنایا جاسکتا ہے اس لیے وہ اللہ تعالی سے دعائیہ انداز میں یوں کہتے ہیں''۔(۳)

نوجواں کے دل میں سرد آتش بھر دے
میرے مولا انہیں ہمدوش ثریا کر دے

سعد اللہ کھتران کا مجموعہ حلقہ دام خیال ان کی پچاس سالہ مسلسل کوششوں اور محنت کا ثمر ہے آپ کے موضوعات کافی حد تک بو قلمونی ہیں خیالات میں تفکرات میں وسعت ہے بات کرنے کے انداز میں تخصیص انداز شاعری میں بانکپن اور انداز نگارش میں پر تاثیر ہے اس بارے میں ڈاکٹر وفا راشدی رقمطراز ہیں:

''مجموعہ حلقہ دام خیال سعد اللہ کھتران کی پہلی تخلیقی قوت، جدت طبع، ندرت خیالی، ذہنی ارتقاء اور فکر و فن کی بصیرت مرقع دل پذیر ہے ان کے یاں جہاں خواجہ غلام فرید کی فکر نو کا پر تو ملتا ہے وہاں ان کی غزلوں میں میر و غالب سے اکتساب فن کی چمک بھی نظر آتی ہے کہیں کہیں افکار اقبال کے رنگ و نور سے بھی ان کا کلام روشن دکھائی دیتا ہے''۔(۴)

سعد اللہ کھتران نے اپنی غزلوں کو پرانے انداز میں پرونے کی بجائے ان کو ایک نئے طریقے سے لکھا کیونکہ ان کا اسلوب باقی لوگوں سے مختلف ہے ان کے ہاں بنی نوع انسان سے محبت کی تعلیم، لوگوں کا احترام، لوگوں سے ہمدردی، انتہا کی محبت رحم لی اور حسن سلوک ہی صرف قائم رکھا بلکہ جدید رجحانات کو موجودہ دور کے رجحانات سے اپنایا بھی ہے ان کی تصانیف میں ماضی کی جھلک، حال کی خوشخبری اور مستقبل کے حالات پورے جوش و خروش سے جلوہ گر ہیں ان کی زبان کی سادگی و سلاست کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے پروفیسر اسرار احمد مہاروی لکھتے ہیں کہ :

''ان کی زبان میں قدرت کا ظہور ہے حالانکہ سردار صاحب اہل زبان ہونے کا دعوی نہیں کرتے لیکن ان کی زبان اور ترسیل میں کہیں کہیں یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ زبان دانی میں کسی طرح اہل زبان سے کمتر ہیں وہی سلامت ہے وہی بلاغت ہے وہی بے تکلفی ہے اور وہی روانی۔۔۔تشبیہ و استعارہ، روزمرہ اور محاورات میں کہیں آپ کو جھول نظر نہیں آئے گا۔تلازمات، روایات اور تمام دلالتیں اپنی جگہ مکمل اور بے عیب ہیں گویا مجموعی طور پر سعد اللہ صاحب ایک مکمل شاعر کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں''۔(۵)

سعد اللہ کھتران کے لب و لہجہ جہاں ان کے کلام کی ایک خوبی ہے جو لوگوں کو اپنی طرف مرغوب کرتی ہے ہے وہاں ان کی زبان و بیان میں ایسا انداز پایا جاتا ہے۔آپ کے کلام کو پڑھتے ہی ایسا معلوم ہوتا کہ وہ ہم سے گفتگو کر رہے ہیں ان کا انداز میر کے کلام میں بھی پایا جاتا ہے۔

پڑھتے پھریں گے گلیوں میں رشتوں کو لوگ

مدت رہیں گی یاد یہ باتیں بیاریاں

چھوٹی بحر کے استعمال کے لیے فنی عظمت کا غماز لازم وملزوم ہے نفسیاتی کیفیت فنی حالات کو دیکھتے ہوئے شاعر اور بحر کا انتخاب کرتا ہے غور وفکر سے کام لیتے ہوئے بحروں کا استعمال کرتا ہے۔ میر وغالب اور ناصر کاظمی کے ہاں چھوٹی بحروں کے نمونے ملتے ہیں۔ سعد اللہ کھتران نے بھی چابکدستی سے کام لیتے ہوئے اس فن کو پایا تکمیل تک پہنچایا ہے۔ آپ بحروں اور خیال کے انتخاب میں فنی مہارت سے کام لیتے ہیں آپ مختلف بحریں استعمال کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔

زخم بڑھتے رہے، زخم بھرتے رہے

ہم بگڑتے رہے، ہم سنبھلتے رہے

دل میں ارمان لاکھوں مچلتے رہے

ہم مگر حسرتوں کو کچلتے رہے

(فکر آوارہ، ص:٦)

ان کے کلام میں چھوٹی بحروں کے استعمال کے ساتھ ساتھ بڑی بحروں کا استعمال بھی نظر آتا ہے آپ خیالات کے اظہار کے لیے بڑی بحروں کا استعمال بہت چابکدستی سے کرتے ہیں بڑی بحروں پر مختلف شعراء کے کلام ملتے ہیں جن میر وغالب قابل ذکر ہیں سعد اللہ کی بڑی بحر والا کلام

یوں رونے سے وہ مل تو نہ جائیں گے بجا ہے

اک بوجھ طبیعت سے اتر جائے تو کیا ہے

زندہ ہوں یہ فیض ہے تب علد کا

میں نے تو ہر اک جام سے زہر پیا ہے

(فکر آوارہ، ص:٩٠)

سعد اللہ کھتران کی شاعری میں کلاسیکیت کا عنصر پایا جاتا ہے ان کے ہاں و مضامین زیادہ روایات پاتے ہیں جن کے طرز و بیان میں لطافت اور شیریں کا عنصر ملتا ہو آپ کا لہجہ انتہائی صاف وشفاف اور الفاظ کا انتخاب انتہائی دلکش ودلفریب ہوتا ہے۔

خرد ہے محو تحیر، جنوں ہے خود نہ شناس

جمال محو خود آرائی قریب جمال

چمن کو ذوق نمو، باعث پریشانی

بڑا ہے سبزہ نورستہ محو خواب گراں

کہاں ہے نرگس شہلا میں ذوق دید جمال

(حلقہ دام خیال، ص:٧٠)

سعد اللہ کھتران کے ہاں ان کی غزلوں میں ایک منفرد انداز دیکھنے کو ملتا ہے ان کے یہاں غزلوں میں ردیف کے بغیر خوبصورتی کے رنگ کار فرما نظر آتے ہیں جو دوسرے شعراء کے ہاں کم ہی دکھائی دیتے ہیں۔

؎ کیا ہے گل کی تمنا میں آشیاں برباد
وگرنہ اب بھی چمن میں بہار ہے صیاد
ہر آب نقش کہیں مجھ کو تو مٹاتا ہے
کریں گے تازہ جہاں آ کے اہل دل آباد
کرے گا پابہ سلاسل اسے زمانہ کیا
نسیم صبح کی مانند جو رہا آزاد

(فکر آوارہ، ص:۸۳)

سعد اللہ کھتران کے کلام میں جہاں ردیف کے بغیر غزلیں ملتی ہیں وہاں روایتی ردیف کے ساتھ ساتھ خود تراشیدہ تراکیب بھی نمایاں نظر آتی ہیں ان کی یہ تراکیب اکثر مضامین میں بھی نظر آتی ہے۔

؎ صحرا و دشت بھی کسی گلشن سے کم نہیں
خون جگر سے رنگ چمن ڈھونڈ لائیے

(حلقہ دام خیال، ص:۱۶۸)

؎ شہر خرد میں پھر کوئی منصور آ گیا
کیا دیکھتے ہو دار و رسن ڈھونڈ لائیے

(حلقہ دام خیال، ص:۱۶۸)

ان کے کلام کی ایک خوبی، رمزیت و اسائیت بھی ہے آپ کے رمزیہ اشعار میں الفاظ کی حیثیت اشارات کی سی ہے شاعر اپنی غزل کے اشعار میں بہت زیادہ الفاظ علامت کے طور پر استعمال کرتے ہیں اسی طرح ان کی غزلوں میں بھی رمزیت و ایمائیت کی مثالیں نظر آتی ہیں۔

؎ رمزوں سے، اشاروں سے کتابوں سے ادا سے
محفل میں تری سنتے ہیں ایک بات چلی ہے
تو شان رسالت ہے عرفان ولایت
تو شہر ہے حکمت کا تو باب اس کا علی ہے

(فکر آوارہ، ص:۸۱)

غم ایک عجیب شے ہے جو نہ چاہتے ہوئے بھی انسان پر طاری ہو جاتی ہے۔ جب انسان تنہا ہوتا ہے تو اس وقت محبت میں جدائی کے لمحات انتہائی تلخ محسوس ہوتے ہیں اس وقت سوئے ہوئے غم بھی یاد آتے ہیں۔ سعد اللہ کے ہاں بھی اسی واردات قلبی کا اظہار ان کے اشعار میں ملتا ہے۔

؎ جب اداسی علاج غم بھی نہیں
دل کو پھر کیوں اداس رکھتا ہے

(حلقہ دام خیال، ص:۱۵۳)

؎ ہم تیرے پیار میں ہر غم کو بھلا بیٹھے تھے

ہم کو معلوم نہ تھا تجھ سے بچھڑنا ہوگا

(حلقہ دام خیال، ص:۱۵۱)

سعد اللہ کھتران کہتے ہیں کہ بظاہر تو لوگ اس بات کا راگ گا گا کر تھکتے نہیں کہ ہم ترقی یافتہ دور کے عالم و فاضل انسان ہیں لیکن اصل میں اس ترقی یافتہ دور میں بھی سب جہالت کا شکار ہیں اپنے مفادات کی خاطر انجام کی پرواکیے بغیر جھوٹ کا سہارا لے لیتے ہیں جس کی وجہ سے آج نیکی کرنا باعث آزاد اور سچ کی سزا تختہ دار ہے۔

؎ سچ بات یہ ہو جاتی ہے گھر گھر لڑائی

سچ بات زمانے میں کیسے کوئی بھلا کیوں

(حلقہ دام خیال، ص:۱۵۷)

؎ جھوٹ نگر میں رہنا مشکل، سچ کا منہ سے کہنا مشکل

سچی بات زبان تک آئے آجائیں دھمکانے لوگ

(حلقہ دام خیال، ص:۱۷۲)

سعد اللہ کھتران ایک غزل گو کی حیثیت سے جتنے پختہ کار ہیں نظم نگاری میں اتنا ہی اعلیٰ مقام رکھتے ہیں نظم نگاری میں بھی کافی حد تک آپ کی گرفت ہے ان کی نظمیں اعلیٰ شاہ کار کی مثالیں خود ہیں بقول ڈاکٹر وفا راشدی:

"نظم نگاری میں سعد اللہ کھتران اس قدر عالی وقار ہیں ان کی نظموں میں یہ نظام وہیت وبود، وادی ہری پور بھٹکے ہوئے انسان کی فریاد، موذن، وادی سوسوات، یہ دور ترقی، یہ دنیا امید کا حیرت خانہ ہے ایک خواب، عورت، بیوی کے نام ایک خط سرزمین شہر گڑھ ساقی نامہ انسان کی خود فریبی، اہل وفا حال دل وطن کے گیت، وغیرہ ایسی بھرپور معیاری نظمیں اور نغمات ہیں جن کے مطالعہ سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ سعد اللہ کھتران نے نہ صرف غزل بلکہ نظم میں بھی یکتا عصر ہیں"۔(۶)

"نادر حسینہ" نظم میں ہمارے معاشرے کی بے حسی کی تصویر دکھائی گئی ہے اس میں بنت حوا کی درگروں حالت کو بیان کیا گیا ہے۔ معصومیت کا پیکر، آنکھوں میں شرم وحیا، گالوں کی زردیوں سے ٹپکتی مظلومیت تھی اس کے بے رنگ آنکھوں میں، ہونٹوں پر پڑیوں اور چہرے پر چھائی پژمردگی ان کی بھوک کی شدت بیان کر رہی تھی جیسے موت کا پنچھی بس ان کو دبوچنے آنا ہی چاہتا ہو لیکن یہ معاشرہ کسی بھی حالات اور افلاس کو ملحوظ خاطر میں نہیں لاتا۔ غربت کی اذیت سے باخبر اپنی ہی مستی میں جیتے ہیں لوگ۔

یہ تاثراتی نظم شاعر کے جذبات واحساسات کو مکمل طور پر بیان کرتی ہے کہ کس طرح سے معاشرتی حیران افلاس زدہ چہروں پر ڈھائے جاتے ہیں۔ غریب ونادر لوگوں کو امیر کبیر لوگ کیڑے مکوڑوں جیسے ترجیح دیتے ہیں بے جا اپنے عتاب کا نشانہ بناتے ہیں۔

"نادر حسینہ"

معصوم سا چہرہ تھا، مظلوم ادائیں تھیں

اک حشر تھا پہلو میں اور نیچی نگاہیں تھیں

زار دار سے پوشیدہ، غربت کی اذیت تھی

بچے تھے کہ المیہ تھا موت کے ہاتھوں میں

کملائے سے چہروں پر بس بھوک کی تابیں تھیں

(فکر آوارہ، ص:۱۴۷)

یہ ایک تجزیاتی نظم ہے جس میں شاعر نے تجزیہ پیش کیا ہے شباب جوانی ایک دھوکہ اور غریب ہے انسان کبھی بھی تاحیات جوانی کی طرح چست وچوبند نہیں رہتا لیکن انسان ہمیشہ جوانی میں اس زعم میں رہتا ہے کہ وہ آسمانوں کی بلندیوں کو چھو سکتا ہے زندگی حسین لگتی ہے گویا ہر طرف بہاریں ہوں انہیں بدلتی رتوں اور خزاں کی آمد کا پتہ ہی نہیں چلتا، عہد جوانی میں انسان کو شکلوں و مشقوں کا پتہ نہیں چلتا، زندگی کی تلخ حقیقتوں کا ادراک نہیں ہوتا۔ انسان خود فریبی کے حال میں پھنسا رہتا ہے۔ لیکن جب وقت اور حالات انسان پر اثر انداز ہوتے ہیں تو زندگی کی حقیقت کے کڑوے گھونٹ بھرنے پڑتے ہیں تب انسان کو پتہ چلتا ہے کہ زندگی اصل ہے کیا چیز جب انسان جوانی کے حصار سے نکل کر زندگی کے گرم تھپیڑوں کو سہتا ہے تب اسے رنج و غم کا احساس ہوتا ہے۔

"اے غم ذرا ٹھہر"

اے غم ذرا ٹھہر کسی مست وشباب کو

احساس درد و یاس کی فرصت نہیں ابھی

اس کو ابھی ہے ناز جوانی یہ حسن یہ

ہستی کے حادثات سے الفت نہیں ابھی

شاید ابھی غریب مسرت میں ہے اسیر

یعنی اسے شعور حقیقت نہیں ابھی

اے غم خدا کے لیے اک گھڑی ٹھہر

فرصت نہیں انہیں فرصت نہیں ابھی

(فکر آوارہ، ص:۱۴۸)

اس نظم میں شاعر اپنے حالات لوگوں کی سنگ دلی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ آج جو میرے حالات یہ لوگ، وقت اور لمحے بنتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کیا۔ وفا میرے خون میں شامل ہے اس میں شاعر کہتا ہے کہ جتنی مشکلیں آئی ما آئیں دل وجان سے سہنے کو تیار ہوں۔ حق بات کہنے سے نہیں ڈرتا۔ حق کے لیے اپنے یقین اور ایمان کو متزلزل نہیں ہونے دوں گا شاعر کہتا ہے کہ اگر اس دنیا میں رہنا ہے تو شمع کی صورت بن کر رہیں کہ جو خود تو جل جاتی ہے لیکن تاریکی شب کو مات دے دیتی ہے بصورت دیگر کہ تیری محفل میں لب وا کرنے کی اجازت نہ بھی ہو تو میری آنکھوں سے میرا رنگ چھلکے گا۔ میرے جذبات کا یہ ٹھاٹھیں مارتا سمندر میری وفا کا ثبوت میری آنکھوں سے لہو بن کر نکلے گا۔

"اہل وفا"

بے مہری حالات یہ ہنستے ہوئے لکھو!

ہم اہل وفا وقت پر جور کیں گے

جس بات کو حق کہہ دیا ادراک ویقین نے

وہ بات بعد شوق سر دار کہیں گے

رہنا ہے تو دنیا میں رہیں گے صنعت شمع

روشن رہیں گے تیری محفل میں اگر آب

خون بن کے مرے آنکھ سے جذبات بہیں گے

(فکر آوارہ، ص:۱۴۹)

تاریخ انسان کا وہ خزانہ ہے جس پر چل کر انسان اپنے حال اور مستقبل کے بارے میں سوچ سکتا ہے اگر کسی انسان کی یاداشت ختم ہو جائے تو وہ کسی کام کے قابل نہیں رہتا بالکل اپنے ماضی سے کٹ کر اپنی زندگی بسر نہیں کر سکتا تاریخ صرف اور صرف انسانی ذہن کی یادوں کو محفوظ کر کے اور ان کی یادوں کا تحفظ کرتے ہوئے انسان کو ایک ایسا راستہ فراہم کرتی ہے جس پر چل کر وہ اپنی منزل پالیتا ہے۔ فلسفہ تاریخ کے بانی علامہ ابن خلدون کہتے ہیں کہ :

"تاریخ ایک زندہ اور فعال قوت ہے جو قوموں کے عروج و زوال میں اہم کردار ادا کرتی ہے"۔(۷)

سعد اللہ کھتران نے بھی تاریخ پر کام کیا۔ اپنی قوم کھتران کی تاریخ نکالی اور اس کا شجرہ نصب نکالا۔ سعد اللہ کھتران کی پہلی کتاب تاریخ کھتران" ہے جو ۱۹۹۹ء کو سلمان اکیڈمی ڈیرہ غازی خان نے شائع کی۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۹۹ء میں جبکہ دوسرا ایڈیشن ۲۰۲۱ء میں مزید ترمیم اور اضافے کے ساتھ شائع ہوا۔ سعد اللہ کا بڑا کام سرائیکی لغت کا ہے اور اس کے بعد تاریخ کھتران کا ہے اس مجموعہ میں تاریخی تصاویر حکومت برطانیہ کی زیر نگرانی میں شائع ہونے والی انٹر نیشنل کتاب "Who's Who" میں سے لی گئی ہیں جو اس مقالہ کے آخر میں بھی دکھائی گئی ہیں۔ جاوید احسن خان اس کتاب سعد اللہ کھتران کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

"سردار سعد اللہ خان کھتران کا یہ علمی کارنامہ شخص کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے تاریخ کھتران" کی صورت میں انتہائی زوف نگاہی وسعت علمی و قلبی مدثر طرز استدلال اور محققانہ فہم و فراست سے سرانجام دیا ہے اور مستند تاریخی حوالوں سے مہارت ثابت کی ہے کہ کھتران حسب و نصب کے حوالے پٹھان ہیں اس کتاب کی تاریخی اور سیاسی اہمیت تو آنے والا وقت بتائے گا۔ سر دست اتنا اشارہ کافی ہے کہ تحصیل تونسہ میں بلوچوں کی نسبت پٹھانوں کی اکثریت دکھائی دیتی ہے جو مستقبل میں سیاسی تغیر اور تبدیلیوں کا باعث بن سکتی ہے"۔(۸)

نعت نویسی ایک فن ہے جو سہل پسندی سے ہاتھ نہیں آتا اس کام کو کرنے کے لیے بہت احتیاط اور محنت درکار ہوتی ہے پروفیسر خلیل صدیقی لغت کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

"اردو میں لفظ لغت کلے یا الفاظ کے معنی میں بھی شامل ہے اور اس کتاب کے لیے بھی جو کسی زبان کے الفاظ سے زیادہ تعداد اور معنی پر مشتمل ہو اور جس میں الفاظ ابتدائی حروف ہجے کی ترتیب کے مطابق مرتب کیے گئے ہوں جیسے انگریزی میں ڈکشنری اور کلاسیکل فارسی میں فرہنگ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے"۔(۹)

اردو کے آسان الفاظ میں نثر اور شاعری کرتے ہوئے سعد اللہ کھتران نے اپنی زبان سرائیکی کے لیے بھی ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا جس پر ان کو صدارتی ایوارڈ بھی ملا۔ پہلی وڈی سرائیکی لغت کی تیاری ان کا عظیم کارنامہ شمار ہوتا ہے اردو زبان کو مشکل سمجھنے والوں کو بھی اس کا مقصد جاننے میں مشکل پیش نہیں آئی۔ ان کی قلم نے انتہائی مشکل موضوعات کو بھی خوش اسلوبی اور دیانتداری سے نبھایا ہے۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ لسانی ادب کی خدمت یعنی سرائیکی کی ابھرتی ہوئی قوم کو تحفہ تھا پہلی وڈی سرائیکی لغت کا کام ان کا تاریخی کام ہے ان کی اپنی زبان بھی یہی تھی اس طویل وقت کے کام کو بہت سراہا گیا

اور ان کے اس کام پر سول صدارتی ایوارڈ تمغہ امتیاز بھی ان کو ملا جو اس کام میں کہیں کوئی کمی بیشی رہی اس کو بھی انہوں نے اپنی زندگی میں ہی دوسرے ایڈیشن میں مکمل کر کے جاری کیا۔

سعد اللہ کھتران کی نصف صدی کی محنت پر محیط ''پہلی وڈی سرائیکی لغت ۲۰۰۷ء میں پہلی بار شائع ہوئی۔ یہ لغت ان کی سال ہا سال کی محنت کا ثمر ہے یہ لغت ۲۰ جلدوں پر مشتمل تھی جسے ملتان اشاعت کے لیے لایا گیا۔اس کی اشاعت سے قبل ماہرین کی ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں ڈاکٹر اسلم انصاری، ڈاکٹر انوار احمد، ڈاکٹر نعمت الحق، ڈاکٹر روبینہ ترین اور محمد اجمل مہار شامل تھے اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۷۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں ۴۵۶۰۰ الفاظ محاورے، ضرب الامثال تراکیب، مصادر، مراکب مصادر، تلمیحات عورتوں کی زبانی، پیشہ وروں کی اصطلاحات، رسومات کے اندراج کے ساتھ ساتھ مذکر ومونث، واحد جمع، الفاظ کے بارے میں سرسری معلومات اور ان کی گرائمر کے اعتبار سے ان کی حیثیت واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس لغت میں آ۔ ا۔ب سے لے کر شروع ہونے والے الفاظ سے لے کر دی۔ دھ تک کے سارے سرائیکی الفاظ کے محاورے مثالیں، وغیرہ لیے گئے ہیں بقول محمد مقیم شہزاد:

> ''آج میں مانے سردار محمد سعد اللہ کھتران کی کتاب ''پہلی وڈی سرائیکی لغت کا بغور مطالعہ کیا تو مجھے احساس ہوا کہ سرائیکی زبان کی منظوم کاوشوں سے ہٹ کر آج پہلی دفعہ ایک ضخیم علمی کاوش جس کا عرصہ دراز سے سرائیکی لکھنے اور پڑھنے والے لوگوں کو اشد ضرورت تھی منظر عام پر آئی''۔(۱۰)

اس لغت کا دوسرا ایڈیشن ۲۰۱۲ء میں پہلی وڈی سرائیکی لغت''مزید ترمیم اضافہ اور نظر ثانی مواد کے ساتھ سرائیکی ایریا آف سنڈی سنٹر بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کی جانب سے خوبصورت انداز میں شائع ہوئی۔اس لغت کے معاونین میں ڈاکٹر روبینہ ترین، ڈاکٹر قاضی عابد اور ڈاکٹر محمد اجمل شامل ہیں۔''پہلی وڈی سرائیکی لغت کا اضافہ نظر ثانی شدہ ایڈیشن پہلے ایڈیشن کی نسبت تقریباً دو ہزار سے زائد اضافی الفاظ پر مشتمل ہے اس کی اشاعت کے بارے میں ڈاکٹر روبینہ ترین رقمطراز ہیں:

> ''ایں لغت دی اشاعت نال علمی اتے ادبی حلقیاں وچ ہیجان پیدا تھی گیا۔ بہوں سارے سوال چاتے گئے مثبت اتے منفی طرز و تنقید سامنے آئی ایں توں بہتر لغت دی ترتیب وتدوین دے دعوے تھیئے پر ایس لغت کی اشاعت دی اٹھ سال مکمل تھی گئیں ایں توں بہتر اتے جامع لغت دا سوال حالی تئیں تر سا ہے''۔(۱۱)

اردو ترجمہ: اس لغت کی اشاعت کے ساتھ سرائیکی کے علمی ادبی حلقوں میں ہیجان پیدا ہو گئی ہے اس میں بہت سارے سوال اٹھائے گئے جن میں منفی طرز تنقید بھی سامنے آتی ہے اس سے بہتر لغت کی ترتیب وتدوین کے دعوے ہوئے ہیں لیکن اس لغت کے آٹھ سال مکمل ہو گئے ہیں پھر بھی اس سے بہتر اور جامع لغت کا سوال ابھی تک باقی ہے۔

سعد اللہ کھتران کے جب قلم کو اظہار کا ذریعہ بنایا تو آپ کو علم ہی نہ تھا کہ وہ کن صلاحیتوں کا مالک ہیں۔ آپ نے طالب علمی کے دور میں ہی لکھنا شروع کر دیا تھا۔ سعد اللہ کھتران کہتے ہیں کہ:

> ''میرا کلام سب سے پہلے تعلیم اسلام کالج کے میگزین المینار میں چھپا جس کا نائب مدیر تھا اس زمانے میں ایف۔اے کا طالب علم تھا''۔(۱۲)

آپ کا پہلا کلام چھپنے کے بعد آپ نے اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کیا اور مختلف مجموعے لکھے آپ مجموعی طور پر غزل کے شاعر مانے جاتے ہیں لیکن آپ نے تاریخ اور لغت سازی پر نصف صدی کام کیا۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف اداروں میں سعد اللہ کھتران کو ادبی سند اعزازات سے نوازا ہے جن میں:

- سعد اللہ کھتران نے ''پشتون تاریخ'' پر کام بابائے پٹھان صاحب جسٹس ریٹائرڈ سردار عبدالجبار خان مرحوم کے ہاتھوں انجمن پٹھان کی طرف سے ایوارڈ وصول کیا۔
- ہفت روزہ ''ضرب مومن کی طرف سے مقابلہ نظم میں خصوصی انعام حاصل کیا۔
- پہلی وڈی سرائیکی لغت لکھنے کے اعزاز میں سعد اللہ کھتران کو ۲۳ مارچ ۲۰۱۲ء میں صدارتی ایوارڈ تمغہ امتیاز سے نوازا گیا۔ یہ اعزاز پاکستان کے خصوصی گزٹ میں شائع ہو چکا ہے اب سعد اللہ کھتران کے نام کے ساتھ تمغہ امتیاز TJ لکھا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سردار محمد سعد اللہ خان کھتران، ''تاریخ کھتران'' الکتاب گرافکس ملتان، ۲۰۲۱، ص:۳۱

۲۔ وفا راشدی، ''فکر آوارہ'' بزم ثقافت پبلک لائبریری باغ لانگے خان ملتان، جون ۲۰۱۰، ص:۱۱۰

۳۔ ایضاص:۱۱۱

۴۔ وفا راشدی، ڈاکٹر، ''حلقہ دام خیال'' لاہور کتابستان پہلی شنگ کمپنی ستمبر ۲۰۰۰، ص:۱۸

۵۔ اسرار احمد مہاوری، پروفیسر، ''حلقہ دام خیال'' لاہور، کتابستان پہلی شنگ کمپنی ستمبر ۲۰۰۰، ص:۲۵

۶۔ وفا راشدی، ڈاکٹر، ''حلقہ دام خیال'' لاہور کتابستان پہلی شنگ کمپنی ستمبر ۲۰۰۰، ص:۱۹

۷۔ علامہ ابن خلدون، پیش لفظ جاوید احسن اقبال ''تاریخ کھتران'' ادیب، محمد سعد اللہ خان، الکتاب گرافکس ملتان، اشاعت دوم، ۲۰۲۱، ص:۱۹

۸۔ جاوید احسن اقبال، پیش لفظ ''تاریخ کھتران''، سردار محمد سعد اللہ خان کھتران، ادیب، الکتاب گرافکس ملتان، اشاعت دوم، ۲۰۲۱، ص:۲۰

۹۔ خلیل صدیقی، پروفیسر، ''لغت'' ریختہ اردو WWW. rechta, org/ebooks/jughat

۱۰۔ مقیم شہزاد، اخبار نوائے وقت ۱۲ جنون ۲۰۰۹ء

۱۱۔ ڈاکٹر روبینہ ترین، پہلی وڈی سرائیکی لغت، سرائیکی امریا، سٹڈی، سنٹر رہ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان، ۲۰۱۹ء، ص:۱۱

۱۲۔ سعد اللہ کھتران ''فکر آوارہ'' بزم ثقافت پبلک لائبریری باغ لانگے خان ملتان، جون ۲۵۶۰ء، ص:۱۴